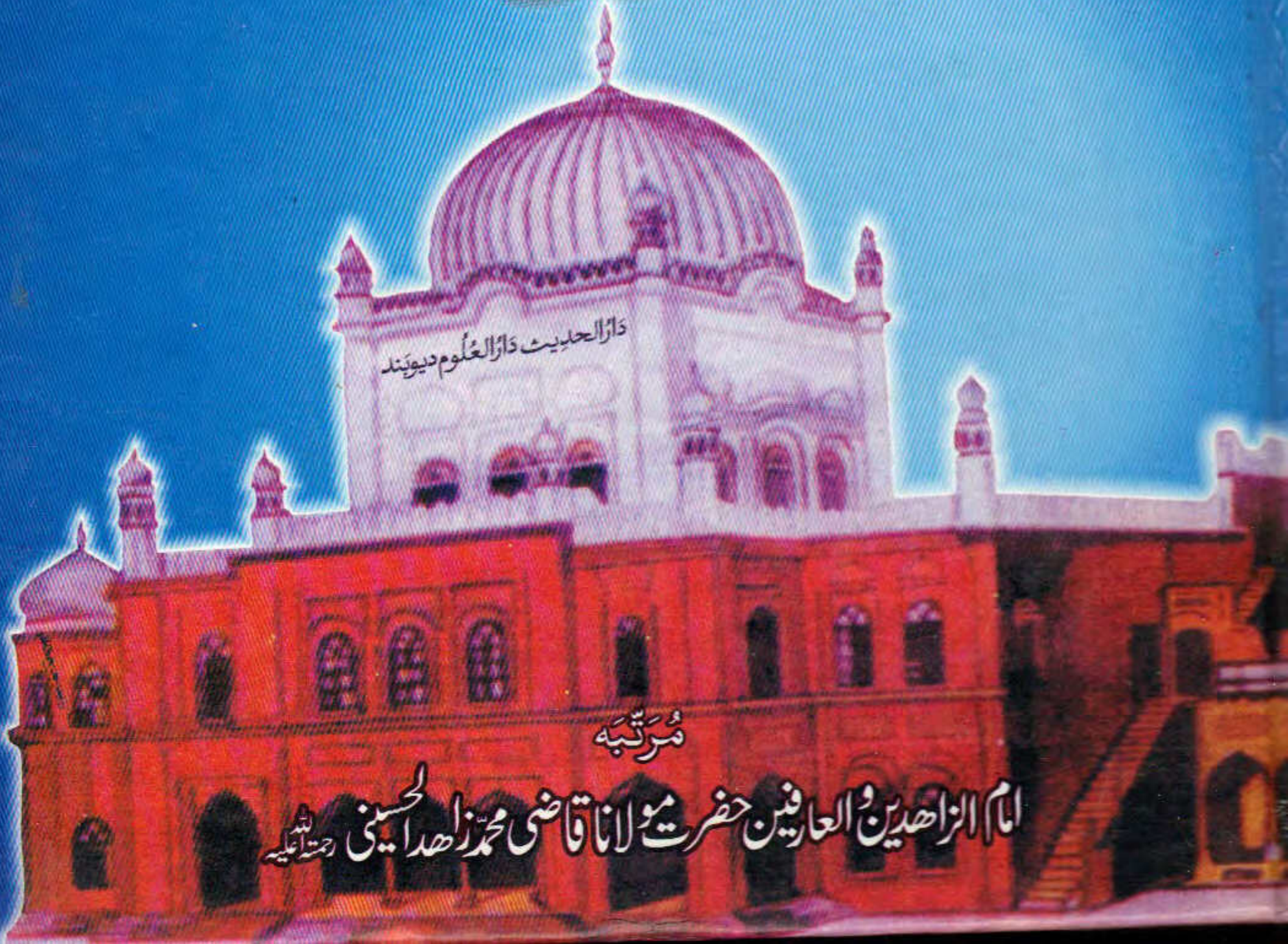
سوانح حیات قطب الارشاد والتکوین

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہٗ

چراغِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم



مُرتّبہ

امام الزاھدین والعارفین حضرت مولانا قاضی محمد زاھد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) خلافتِ ترکیہ کی تاریخ مختصراً بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔۔۔۔۔۔ "ابتداء میں خلفاء عباسیہ مصر نے شاہانِ ترک کو "سلطانِ روم" کا لقب عطا فرمایا اور پھر عہد سلیمان یاور مرحوم و مغفور میں جملہ تبرکاتِ نبویہ اور حرمین شریفین کی کنجیاں وغیرہ دیتے ہوئے "ملقب بخلافت" کیا، مشرق سے مغرب تک کے مسلمان اور غیر مسلم قومیں اب تک ان کی خلافت کی قائل رہی ہیں اور معاہداتِ دول (عالمی معاہدات) میں ہمیشہ ان کا اعتبار ہوتا رہا۔"

(۳) یورپین سفاکوں اور ظالموں پر ترکوں کی ہیبت اور سطوت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔ "ابھی ابھی کی بات ہے کہ یورپ میں اگر ماں بچے کو رونے سے چُپ کرانی تھی تو کہتی تھی چُپ کر دیکھ وہ ترک آ گئے۔"

(۴) شریفِ مکہ کی حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔۔۔۔۔۔ "شریف حسین وہاں پر مثل نواب حیدرآباد اور راجگان مالوہ ایک محکوم حکمران ہے بلکہ ان نوابوں سے اور راجاؤں سے بھی کمزور اور بے دست و پا ہے، اُن کے ملک میں اس قدر اموال اور غلہ بھی ہے جس سے وہ اپنی بسر اوقات کر سکتے ہیں مگر شریفِ مکہ کے ملک میں نہ اموال ہیں اور نہ غلہ کی اس قدر پیدائش کہ جس کے ذریعہ سے وہ اپنی اور اپنی رعایا کی زندگی کا تکفل کر سکے بلکہ اگر برطانیہ اپنی داد و دہش بند کر دے تو زندگی بھی دشوار ہو جائے، ان دنوں تو وہاں کی حالت یہ ہے کہ عہدہ داروں کو دو دو تین تین ماہ کی تنخواہ نہیں ملتی، گرانی نہایت سخت ہے، پھر کیا وہ کٹھ پتلی کے بادشاہ سے زیادہ وقعت رکھ سکتا ہے۔"

(۵) اسی خطبہ میں آپ نے انگریزوں کی فتوحات کے چراغ میں ہندوستانیوں خصوصاً مسلمانوں کے خون کے جلنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔۔۔۔۔۔ "تقریباً تیس یا پینتیس جنگیں ہیں جو کہ ہند اور بیرونِ ہند اس زمانہ میں واقع ہوئیں جن میں نہایت بیدردی کے ساتھ ہندوستانی خون کی ندیاں بہائی گئی ہیں، خواہ وہ کابل کی متعدد جنگیں ہوں یا حدود کے وقائع، بلوچستان کے کارزار ہوں یا مصر اور سوڈان کی لڑائیاں، سومالی لینڈ، افریقہ مشرقی چین، برما، نیپال، مرہٹہ، سکھوں وغیرہ کی متعدد لڑائیاں تو تھیں ہی، صرف اسی جنگِ عمومی کے ضائعات کے شمار میں آپ ہندوستانی خون کو کئی صدیوں کے خون سے بہت زیادہ پائیں گے، یہ جانیں

فقط ایک میدان میں ضائع نہیں ہوئیں بلکہ افریقہ، مشرقی اور مغربی جرمنی کی نوآبادیوں میں سینا، فلسطین، سویز، سوریا، عراق، یمن، سالونیکا، اٹالیا، فرانس، مصر، اناطول قفقاز وغیرہ میں عموماً ہندوستانی خون بہایا گیا ہے جس کی کثرت کو آپ ہجومانہ حرکت اور مشین گنوں، بڑی بڑی توپوں اور میٹرز بندوقوں وغیرہ کا مقابلہ خیال فرمائیں گے، بخوبی سمجھ سکیں گے۔

اہلِ بصیرت فقط ہندوستانیوں کے ضائعات کا اس جنگ میں ستر اسی لاکھ سے کم کا کسی طرح اندازہ نہیں لگاتے پھر اس پر اگر اُن ضائعات کو بھی اضافہ کرلیں جو جنرل ڈائر اور دیگر مشفقین برطانیہ کی عنایتوں سے ہندوستان، پنجاب، کانپور، دہلی، کلکتہ وغیرہ میں واقع ہوئے تو اُس کی حد و انتہاء ہی نہیں رہتی، ذرا ایمانداری سے سوچ کر اندازہ کیجئے.....''

تیسرا جلسہ دہلی میں ۲۳ اگست ۱۹۲۱ء کو آپ کی صدارت میں ہوا جس میں آپ نے مسلمانوں خصوصاً ترکوں کے خلاف عیسائیوں کے مظالم کا کچھ حصہ بیان فرمایا، جس کا مختصر اقتباس درج ذیل ہے:۔

''......اسلامی دنیا پر (مظالم کے) وہ پہاڑ ڈھائے گئے کہ خود عیسوی دنیا چیخ اُٹھی، بطور مشتے نمونہ از خروارے کچھ عرض کرتا ہوں: ۱۔ انیسوی صدی کا آنا کیا ہوا کہ اسلام پر یورپ نے ہر طرف سے قیامت برپا کر دی، ۱۸۰۷ء میں انگریزی جہازوں نے ناگاہ گیلی پولی کے بیڑہ پر حملہ کر کے ڈبو دیا۔

۱۸۳۱ء میں یورپ نے یونان کو ترکوں سے بغاوت پر ورغلایا، اسکندر البلانٹی بغاوت کے علمبردار تھے جنہوں نے روسی مدد کا پورا یقین یونان کو دلایا تھا، جن کے الفاظ یہ ہیں: ''تم (یونانیو) ترکوں سے ڈرو نہیں کیونکہ ایک بڑی سلطنت تمہاری پُشت پناہ ہے اور دشمنوں کی سرکوبی کے لیے موجود ہے۔''

روسیوں نے جب ڈینیوب کو عبور کیا تو انہوں نے ہزارہا ترکی عورتوں اور بچوں کو شہر شملا میں جمع کر کے ان کے ساتھ جو برتاؤ کیا اس کا حال سترہ[۱۷] سربرآوردہ یورپین اخبارات کے نامہ نگاروں نے چشم دید بیان کیا ہے۔ ڈیلی ٹیلیگراف، مانچسٹر گارڈین، مارننگ پوسٹ، ٹائمس کے نامہ نگار ان میں شامل ہیں، ان کے بیان کو ترکی وزیر خارجہ نے ۲۱ جولائی ۱۸۸۷ء کو پیرس روانہ کر دیا تھا اور جس میں لکھا تھا کہ ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اُس بربریت کی اطلاع دُنیا کو کر دیں جو بلغاریوں کے ہاتھوں ہم نے خود دیکھی ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے زخمی عورتوں، بچوں اور

فرمایا کہ جہنم کے سات دروازے ہیں اور اُن میں سے ایک اُن مسلمانوں کیلئے ہے جو کسی دوسرے مسلمان پر تلوار اٹھائیں۔

نیز ارشاد ہوُا اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کو دھمکی دیتا ہے تو وہ خدا کی دھمکیوں سے محفوظ نہیں رہے گا۔

ایک مسلمان کو کسی دُوسرے مسلمان کی جائیداد یا ملک پر قبضہ کر لینا حرام ہے۔ مذہبی کتابوں میں یہ لکھا ہوُا ہے کہ ایک بے گناہ مسلمان کو قتل کرنا جرم ہے۔ اگر کوئی شخص کسی مسلمان سے سُود کھانے، شراب پینے اور مُردہ کھانے کو کہے کہ اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو بادشاہ اسے قتل کردے گا تو شخص مذکور کو ایسا کرنا چاہیئے ورنہ اگر وہ قتل کر دیا گیا تو وہ گنہگار ہوگا۔ لیکن اگر اسے الفاظ ادا کرنے کا حکم بادشاہ کی طرف سے دیا جائے تو اس کو تعمیل نہیں کرنی چاہیئے اگر حکم عدولی پر وہ قتل کر دیا گیا تو گنہگار نہیں ہوگا۔ اور اگر کسی مسلمان کے سامنے یہ صورت ہو کہ اگر اس نے دُوسرے مسلمان کو قتل نہ کیا تو وہ خود قتل کر دیا جائے گا، تو اس کے لیے خود قتل ہو جانا بہتر ہے بمقابلہ اس کے کہ کسی دُوسرے مسلمان کا ہاتھ قلم کرے۔ علماء کرام نے فتویٰ دیا ہے کہ مسلمانوں کے لیے گورنمنٹ برطانیہ کی فوج میں ملازمت کرنا حرام ہے[لہ]

لہ یاد رہے کہ ترکی کے مقابلہ کے لیے انگریزوں نے ہندوستان سے ۱۵ لاکھ سپاہی بھرتی کیے تھے جن میں غالب اکثریت مسلمانوں کی تھی یعنی مسلمانوں ہی نے اس مجاہد قوم کو انگریزوں کی خاطر قتل کیا، اس لیے انگریزوں کی عسکری قوت کو ختم کرنے کے لیے یہ فتویٰ بہت ضروری تھا اور اسی سے انگریزوں کو زیادہ خطرہ لاحق ہوُا ـــ سابق متحدہ ہند کی افواج کے انگریز کمانڈر انچیف فیلڈ مارشل سر کلاڈ آکنلک نے حکومتِ برطانیہ کیلئے ہندوستان اور پاکستان کے سپاہیوں کی خدمات کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا ہے، اپنے ایک خط میں جو لندن ٹائمز میں شائع ہوُا ہے انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ ان ہندوستانی اور پاکستانی سپاہیوں کی مدد کے بغیر نہ تو اطالویوں کو اریٹریا سے نکالا جاسکتا تھا نہ جنرل رومیل کو مصر پر قبضہ کرنے سے باز رکھا جاسکتا تھا اور نہ ہی برما کو جاپانیوں سے دوبارہ حاصل کیا جاسکتا تھا۔ سر آکنلک نے مزید لکھا ہے کہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ کرایہ کے فوجی تھے جو اپنی تنخواہ کے لیے لڑتے تھے لیکن اس سے یہ حقیقت نہیں بدلی جاسکتی کہ انہوں نے برطانیہ کی خاطر جنگ کی اور اپنی جانیں دیں۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۱ء)

مجاہدِ جلیل حضرت مدنیؒ کا یہ بیان انگریزوں کی شہ رگ پر ایسا نشتر تھا کہ ان کی ساری فوجی قوت ایسی ختم ہوئی کہ ہندوستان کی آزادی کے بعد وہ کسی ملک کو فتح نہ کرسکے بلکہ ان کی وہ عظیم حکومت جس میں کبھی سورج غروب نہ ہوتا تھا سمٹ کر صرف جزیرۂ برطانیہ میں محصور اور محدود ہوگئی ـــ زبانی طور پر بہت لوگ افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان الجائر کا نعرہ لگاتے ہیں اور اپنے مضامین کی سرخی بھی جماتے ہیں مگر عملی طور پر بیسویں صدی میں جس بطلِ جلیل نے پابندِ سلاسل اور کفن بردوش ہو کر ظالم حاکم کے سامنے گرج کر یہ نعرہ بلند کیا وہ صرف اور صرف حسین احمد مدنی ہی تھا۔ نوّر اللہ مرقدہٗ